9

ایمان کی حفاظت کا واحد ذریعہ

(فرمودہ ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء)

نوٹ : حضور نے یہ خطبہ جمعہ لاہور میں ارشاد فرمایا۔ جو مکرم ڈاکٹر محمد رمضان صاحب نے اپنی یاداشت کی بناء پر اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے اس مضمون پر کہ فطرت ترقی کے میدان میں کس طرح کام کرتی ہے۔ فرمایا۔ دیکھو دنیا میں حقیر سے حقیر چیز بھی غیر مفید نہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو اس میں بھی بہت سے فوائد پوشیدہ ہوتے ہیں جو کہ دنیا کی ترقی کے لئے بہت حد تک ممد ہیں۔ مثال کے طور پر سب سے حقیر چیز انسان اور حیوان کا فضلہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن غلہ وغیرہ کی پیداوار کے لئے کس قدر مفید ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ہمیں اعلیٰ سے اعلیٰ اناج بھی نہ مل سکتا۔ اسی طرح اور چیزوں کو لے لو۔ تو معلوم ہو گا کہ ہر ایک چیز کی کچھ نہ کچھ غرض ہے۔ اگر بعض اوقات ہم اپنے محدود علم کی وجہ سے اس غرض کو دیکھ یا سمجھ نہیں سکتے تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ اس چیز کی کوئی غرض نہیں۔ انتڑیوں کے نیچے ایک غدود ہوتی ہے جس کو انگریزی میں Appendia کہتے ہیں۔ اور اس کی بیماری کو Appendicitis جو بہت مہلک بیماری ہوتی ہے۔ بہت عرصہ سے ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ اس کا انسانی زندگی میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے۔ اس لئے تندرست آدمیوں کے بدن سے اسے نکال دینا بہتر ہے۔ لیکن اب پتہ لگا ہے کہ یہ غدود بھی زندگی کے قیام کے لئے بدن کا ایک جزو لاینفک ہے۔ اس بارہ میں فرانس میں تجربے کئے گئے۔ کچھ بندر لئے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض کی یہ غدود نکال دی گئی اور دوسروں کی اسی طرح رہنے دی۔ کچھ دنوں کے بعد اول الذکر بندروں کی صحت میں نمایاں فرق آگیا۔ یہاں تک کہ وہ دبلے ہوتے ہوتے مر گئے۔

پس جب دنیا میں چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی کچھ نہ کچھ غرض ہے۔ تو انسان کی جس کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔ کتنی بڑی غرض ہو گی۔

اس کے بعد حضور نے انسانی غرض کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ جب انسان اس کو حاصل کر لیتا ہے۔ تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اس انعام کو اپنے تک ہی محدود رکھے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کا ایمان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ کیونکہ دنیا میں ہر ایک چیز ترقی کرتی ہے۔ اس حالت میں اس کے مخالف عناصر ترقی کرتے کرتے اس پر غالب آجائیں گے اور اس کا ایمان سلب ہو جائے گا۔ دیکھو جہاں گل ہوتا ہے وہاں اس کے ساتھ ہی کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ اگر مالی اس گل کی کانٹوں سے حفاظت نہیں کرے گا۔ تو وہ آخر کار کانٹوں میں دب جائے گا اور اپنی ہستی کھو دے گا۔ اسی طرح ایک شخص مکان بنواتا ہے اور مکان کی آگ سے حفاظت کے لئے ہر طرح کے سامان مہیا کرتا ہے۔ لیکن کیا وہ اپنے مکان کو آگ سے بالکل محفوظ سمجھ سکتا ہے۔ ہر گز نہیں کیونکہ جب تک اس کے ہمسایوں کے مکان محفوظ نہیں۔ اس کا بھی نہیں۔ پس ایمان کی حفاظت کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ تبلیغ۔ تبلیغ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک انفرادی اور دوسری اجتماعی۔ پھر اس کی توضیح فرمائی۔

اب وہ زمانہ نہیں۔ کم از کم شہروں میں تو وہ نہیں کہ ہم لوگوں کو یہ کہہ کر کہ چونکہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اس لئے مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ کامیاب ہو سکیں۔ میرے نزدیک مخالفین کا یہ اعتراض کہ مسیح موعود کے آنے کی غرض کیا تھی۔ ایسا گر ہے جس کا جواب پیش کر کے ہم دنیا پر فتح پا سکتے ہیں۔

حضور نے اس غرض اور حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔ محض یہ کہہ دینا کہ حضرت صاحب نے اتنے مباحثے کئے اور اتنی کتابیں لکھیں۔ آپ کو سچا ثابت نہیں کر سکتا۔ نبی دنیا میں اس وقت نہیں آتے جب زبانی ایمان کی قلت ہو۔ بلکہ اس وقت آتے ہیں جب دنیا میں بے دینی پھیل گئی ہو۔ یہی بڑی وجہ تھی حضرت مسیح موعودؑ کے مبعوث ہونے کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نصرت کے لئے اتنے خارق عادت تائیدی نشان دکھائے اور وہ وہ علوم کے انکشافات کئے جو کہ آپ کے دعویٰ کے زبردست ثبوت ہیں۔ پس اگر تم ان علوم کو دنیا کی ہدایت کے لئے لیکر کھڑے ہو جاؤ تو دیکھو گے کہ کامیابی اور کامرانی تمہارے پاؤں چومتی ہے۔

آخر میں حضور نے جماعت احمدیہ لاہور کے لئے چند عملی نصائح بیان فرمائیں۔ اور دعائیہ کلمات پر تقریر کو ختم کیا۔

(الفضل ۱۹ مئی ۱۹۲۵ء)